سیرت و سوانح — مولانا ارشاد الحق اثری ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

حضرت مولانا شمس الحق عظیم آبادیؒ

قسط نمبر ۲

کتب حدیث کی نشر و اشاعت

محدث ڈیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات کا تذکرہ تو ہم ان شاء اللہ ان کی تصانیف کے تحت کریں گے۔ یہاں یہ بتلانا مقصود ہے کہ احادیث اور رجالِ حدیث کی بعض کتابیں جنہیں دیکھنے کے لیے بڑے بڑے علماء کی آنکھیں ترستی تھیں آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے منصۂ شہود پر آئیں۔ چنانچہ "سنن دارقطنی" کا ظہور پہلی بار آپ ہی کی تعلیقات سے ہوا جس کی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ آ رہی ہے۔ امام ابن قیم کی "تہذیب السنن" اور امام منذری کی "تلخیص السنن" بھی پہلی بار آپ کے کتب خانہ کے نسخوں سے غایۃ المقصود کے حاشیہ میں شائع ہونا شروع ہوئی تھی۔ مگر ؎

آن قدح بشکست واں ساقی نماند

اس کے علاوہ امام بخاری کی "خلق افعال العباد"، علامہ ذہبی کی کتاب "العرش والعلو" بھی آپ ہی کے کتب خانہ کے اصل نسخوں کے مطابق پہلی بار "اعلام اہل العصر" کے ہمراہ ۱۳۰۶ھ میں طبع ہوئیں۔ (برہان دہلی واشتہار کتب "ملحقہ اعلام") اسی طرح امام بخاری کی "التاریخ الصغیر" اور "الضعفاء الصغیر"، اور امام نسائی کی کتاب "الضعفاء والمتروکین" بھی آپ ہی کی توجہ خاص سے پہلی بار طبع ہوئی۔ جس کا اظہار مولانا محمد محی الدین الہ آبادی مرحوم نے خاتمۃ الطبع میں فرمایا ہے۔ بلکہ ان تینوں کتابوں پر بعض مشکل مقامات کی توضیح و تصحیح سے متعلقہ حواشی بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح امام بخاریؒ کی "الادب المفرد"، جو کہ مطبعہ خلیلی میں طبع ہوئی اور اس پر بھی محدث ڈیانوی کے بعض توضیحی نوٹس ہیں۔ حافظ ابن حجر نے شہرۂ آفاق کتاب "التلخیص الحبیر" کی طباعت کا پہلی بار انتظام مولانا تلطف حسین رحمہ اللہ نے آپ

ہی کے حکم سے کیا۔ جیسا کہ انہوں نے التلخیص کے خاتمہ الطبع صہ۱۱۱ میں صراحت کی ہے۔ مولانا بنارسی نے لکھا ہے کہ حیدر آباد کے معروف مطبع دائرۃ المعارف کے آپ رکن تھے تہذیب التہذیب اور تذکرۃ الحفاظ آپ ہی کے مشورہ سے طبع ہوئیں۔ آخری ایام میں علامہ سمعانی کی "الانساب" حافظ ابن حجر کی لسان المیزان اور حافظ ابن عبدالبر کی "التمہید" کی طباعت کا ارادہ فرمایا تھا، مگر عمر مستعار نے ساتھ نہ دیا اور اسی حسرت کو لیے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ (المحدیث امرتسر، حیات المحدث ۲۸)

دیگر خدمات

اس کے علاوہ علماء کرام کی ایک جماعت جو آپ کی شریک کار تھی ان کے مختلف رسائل کا ظہور بھی آپ ہی کا مرہونِ منت ہے۔ چنانچہ علامہ نیموی نے جب آثار السنن لکھی تو اس کا جواب محدث مبارکپوری نے اولاً بصورت اشتہار بنام "اعلام اہل الزمن" محدث ڈیانوی کے حکم سے حضرت کے دولت خانہ پر بیٹھ کر لکھا" اور پھر "ابکار المنن" کے نام سے اس کا مستقل جواب بھی آپ ہی کے حکم سے شروع کیا۔ اسی طرح علامہ نیموی نے مسلک کے موافق "جامع الآثار" بستیوں میں جمعہ کے عدم جواز پر ایک رسالہ لکھا تو اس کا جواب بھی حسب الارشاد محدث ڈیانوی مولانا مبارکپوری نے نور الابصار کے نام سے تحریر فرمایا۔ نور الابصار پر پھر علامہ نیموی نے محاکمہ کیا تو اس کا جواب بنام "ضیاء الابصار" بھی حضرت کے دولت خانہ پر بیٹھ کر مولانا مبارکپوری نے لکھا۔ اسی طرح "جامع الآثار" کا ایک اور جواب مولانا ابوالمکارم محمد علی مرحوم سے بنام "المذہب المختار" بھی لکھوایا۔ اور آپ کی اعانت خاص سے سعید المطابع بنارس سے طبع ہوا۔

ماضی قریب میں بالخصوص، بعض ارباب مقلدین کو امام بخاری کی "الجامع الصحیح" کی ارجحیت گوارہ نہیں تھی۔ تو اس کے لیے انہوں نے مختلف رسالے لکھے۔ مولوی عمر کریم پٹنوی نے "الجرح علی البخاری" اور "الکلام المحکم" دو بڑے غلیظ قسم کے رسالے لکھے جس کے جواب کے لیے محدث ڈیانوی نے اپنے شاگرد رشید مولانا ابوالقاسم بنارسی کو تیار کیا۔ چنانچہ انہوں نے اوّل کے جواب میں "حل مشکلات البخاری" کے چار حصوں میں لکھی اور ثانی کے جواب میں "الامر المبرم" تحریر فرمائی۔ محدث ڈیانوی نے ثانی الذکر کی تکمیل پر نہایۃ ابن اثیر اور تہذیب التہذیب تحفۃً دینے کا بھی وعدہ فرمایا۔ اور طباعت کے سلسلے نقد امداد کا بھی یقین دلایا۔ مولانا بنارسی لکھتے ہیں۔ نہاینہ تو اثنائے تصنیف میں

ہی بھیج دی گئی مگر انتظام طباعت سے پہلے حضرت اللہ کو پیارے ہو گئے۔

جی کے جی ہی میں رہے ارمان سارے چل بسے

اسی سلسلہ میں مولوی عمر کریم کے دیگر اشتہارات ورسائل کے جواب میں مولانا بنارسی کے رسائل "مار حمیم" "صراطِ مستقیم" "الامر المبرم ص۲۴۳" "الریح العقیم" "العرجون القدیم" میں بھی درپردہ آپ ہی کا ہاتھ تھا۔ "اریح العقیم" پر حضرت نے تقریظ لکھی تو اسے "سوط اللہ الجبار علی فتن الملحدین الاشرار" کے نام سے یاد کیا۔

اسی طرح مقلدین حضرات نے عموماً اور مولانا شبلی نعمانی نے بالخصوص جب سیرۃ النعمان میں محدثین خاص طور پر امام بخاری رحمہم اللہ کے متعلق غلط رویہ اختیار کیا۔ تو ضرورت اس بات کی تھی کہ امام بخاریؒ کی سیرت اور ان کی خدمات کو صحیح طور پہ پیش کیا جائے۔ جس کے لیے مولانا عبدالسلام مبارک فوریؒ نے ہمت باندھی، مگر اس کے لیے جس قدر کتب کی ضرورت تھی۔ وہ دستیاب نہ تھی۔ خود مولانا موصوف لکھتے ہیں "بے بضاعتی اور مواد کی قلت کسی طرح اس طرف قدم بڑھانے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ ایک بار جناب مولانا ابوالطیب محمد شمس الحق صاحب عظیم آبادی سے اس کا تذکرہ ہوا۔ علامہ موصوف نے ہمت دلاکر کتابوں کا پشتارہ لگا دیا اور مواد کے فراہم کرنے کے لیے دور دراز ملکوں میں خطوط بھیجے، النسخ مطبوعہ اور قلمیہ برابر میرے پاس بھیجتے رہے۔ (سیرۃ بخاری ص۲۵)

مولانا ابویحییٰ امام خان نوشہروی مرحوم نے تراجم علمائے حدیث ہند ص۴۸ ج ۱ میں لکھا ہے کہ مولانا محمد مچھلی شہری کی علمی تالیفات جن کی تعداد پندرہ تھی کے متعلق مولانا ڈیانوی نے ان کی اولاد سے درخواست کی کہ ان کو طبع کرائیں اور جو خرچ ہو وہ میں خود برداشت کروں گا۔ مگر افسوس کہ مولانا موصوف کی اولاد اس کے لیے تیار نہ ہوئی۔ جس سے حضرت ڈیانوی کی کتب دینیہ کی نشر واشاعت سے دلچسپی اور لگاؤ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ جن حضرات نے اپنی تالیفات میں محدث ڈیانوی کی طرف رجوع کیا۔ اور ان کے کتب خانہ سے استفادہ کیا، اس کا ذکر دسیع الذیل ہے۔ مولانا فقیر اللہ صاحب نے "نسف معاویۃ من الفرقۃ الغاویۃ" کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو ۱۳۲۷ھ میں مطبع اللطیفی انباڑی مدراس سے طبع ہوا۔ تو اس پر محدث ڈیانوی نے تقریظ لکھی، جس میں عظمت صحابہ"

کو بڑے اچھوتے انداز میں پیش کیا رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

علم و فضل اور معاصرین حضرات

آپ گو علوم دینیہ ادبیہ اور عقلیہ کے جامع تھے مگر زیادہ لگاؤ علم حدیث سے تھا جس کا اندازہ غایۃ المقصود عون المعبود اور اعلام اہل العصر وغیرہ سے بآسانی ہو سکتا ہے۔ آپ کی تصانیف سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جس بحث پر قلم اٹھایا، اس کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا جیسا کہ اس کی ضروری تفصیل آئندہ انشاء اللہ ہم عرض کریں گے۔ تمام علماء آپ کی جلالت شان کے معترف ہیں۔ مولانا عبدالرشید فوقانی ابن نیموی نے لکھا ہے کہ متعدد اہل علم نے عربی و فارسی میں ان کے متعلق مدحیہ قصائد لکھے ہیں۔ جو "ھدایۃ الطالبین الی مکاتیب الکاملین" میں مذکور ہیں۔ (ترجمان دہلی) "یادگار گوہری" جو کہ محدث ڈیانوی کے ماموں زاد بھائی مولوی زبیر ڈیانوی کی تصنیف ہے۔ جس میں محدث موصوف کے خاندان کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ اس میں بھی ان قصائد کے لیے "ھدایۃ الطالبین" کی طرف مراجعت کا لکھا ہے۔ حیاۃ المحدث (ص ۴۹)

مگر افسوس اس کتاب کا دیکھنا ہماری قسمت کہاں، مولوی محمد عزیز صاحب بھی لکھتے ہیں۔ کہ مجھے بھی تا حال یہ کتاب نہیں ملی۔ البتہ محدث ڈیانوی کے متعلق بعض مدحیہ قصائد "اعلام اہل العصر"، "التعلیق المغنی"، "عون المعبود" "المکتوب اللطیف" میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ مولوی محمد عزیز صاحب نے ان کے علاوہ بھی بعض دیگر قصائد کا ذکر کیا ہے۔ جہاں تک اہل علم کی آراء کا تعلق ہے۔ تو اس کے لیے یہی کافی ہے۔ کہ ان کے دونوں شیخ حضرت میاں صاحب محدث دہلوی اور قاضی حسین بن محسن انصاری بھی آپ کی انتہائی عزت و تکریم کرتے۔ قاضی صاحب نے انہیں "شیخ الاسلام والمسلمین، امام المحققین والائمۃ المدققین صاحب التالیف المجیدۃ والتصانیف المفیدۃ المشتہر بالفضائل فی الافاق" ایسے بلند پایہ القاب سے یاد کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں۔ عون المعبود (ص ۴ ۵۰ ج ۴) ان کے علاوہ مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آباد، مولانا سید عبدالحی الحسنی الندوی اور دیگر اکابر علماء کا بیان، عون المعبود، التعلیق المغنی، الحیاۃ بعد الممات، نزہۃ الخواطر (ص ۱۷۹ ج ۸)، الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند (ص ۱۴۱)۔ مقدمہ تراجم علمائے حدیث ہند وغیرہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ طوالت کے پیش نظر ہم اہل علم کی یہ عبارتیں نظر انداز کرتے ہیں۔

اخلاق و عادات دیگر اوصاف حمیدہ اور انعامات جمیلہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اخلاق کریمہ سے بھی نوازہ تھا۔ سید عبدالحیؒ لکھتے ہیں۔

کان حلیما متواضعا کریما عفیفا صاحب صلاح

وطریقۃ ظاہرۃ محبا لاھل العلم (نزہۃ ج ۸ ص ۱۸)

مولانا بنارسی لکھتے ہیں کہ آپ صفات صدق، حیا، سخا، ثقاہت و دیانت، امانت علالت کے جامع اور ملازم جمعہ و جماعت اور شب زندہ دار تھے۔ اہلحدیث۔

سفر حج اللہ ذوالجلال نے آپ کو دو مرتبہ اپنے گھر کی زیارت کی توفیق بخشی۔ چنانچہ پہلے ۔ارجب ۱۳۱۳ھ میں حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و عزاً کی زیارت اور فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد ۔ا محرم کو واپس تشریف لائے۔ پھر دو سال بعد جملہ اہل و عیال حج کے لیئے تشریف لے گئے اور بخیر و خوبی واپس تشریف لائے۔ ۱ (اہلحدیث)

عقیدہ آپ سلفی عقیدہ کے پابند تھے۔ مذہبی جمود اور اس قسم کی دیگر آلودگیوں سے آپ کا دامن بالکل صاف تھا۔ صوبہ بہار میں ایک دفعہ حکیم وحید الحق رحمہ اللہ مہتمم مدرسہ اسلامیہ نے آپ کو سالانہ امتحان کے لیے مدعو کیا۔ مولانا مرحوم نے بطیب خاطر دعوت قبول فرمائی۔ یاد رہے کہ یہ مدرسہ اپنے وقت میں صوبہ بہار کے دیوبندی علماء کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ مولانا امتحان لینے کے لیئے تشریف لے گئے۔ سنن ابوداؤد کی جماعت حاضر ہوئی تو جانبین سے اعتراض و جواب کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ تو مولانا طلباء کی ذہانت اور حاضر جوابی کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ (برہان جولائی ۵۱ء)، جس سے حضرت ڈیانویؒ کی وسعت ظرفی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ طریقہ سلف کے مطابق قرآن و سنت ہی مشعل راہ تھی۔ اور ان کے خلاف کسی امام و مجتہد کے قول کو خاطر میں نہ لاتے اور مجتہدین کرام میں سے جس کا قول قرآن و سنت کے موافق پاتے۔ بلا حجاب اس کو قبول کرتے مثال کے طور پر دیکھیے۔ وضوء میں مسح رأس کے متعلق امام مالکؒ کے مسلک کو صحیح قرار دیا ہے،

---

۱ مولانا محمد عزیز سلفی نے حیاۃ المحدث (ص ۱۲) میں صرف ایک بار حج پر جانے کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہاں چھ ماہ قیام فرمایا۔ اس دوران وہاں کے شیوخ سے استفادہ بھی کیا، چند شیوخ کے نام کا بھی انہوں نے ذکر کیا ہے۔

اور جوربین کے متعلق امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کو اسی طرح کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے اور مسح عمامہ کے متعلق امام احمدؒ کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔

اولاد و احفاد جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ ابھی ۲۱-۲۲ برس کے تھے کہ ۱۲۹۴ھ میں آپ کی شادی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے تین لڑکے اور چار لڑکیاں عطا فرمائیں۔ نرینہ اولاد میں سے سب سے بڑے صاحبزادے کا نام محمد شعیب تھا۔ مگر پانچ ماہ کی عمر میں ان کا انتقال ہوگیا۔ جس کا آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ سنت کے مطابق میں نے محمد شعیب کی وفات پر باکثرت "اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا" پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے نعم البدل عطا فرمایا۔ چنانچہ ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے دو صاحبزادے عطا فرمائے۔ ایک مولانا حکیم محمد ادریس صاحب جو کہ ۱۶ رجب ۱۲۹۸ھ میں پیدا ہوئے[۱] اور دوسرے مولوی محمد ایوب صاحب، حضرت ڈیانوی کی طرح دونوں صاحبزادے بھی علم و فضل کے حامل اور آپ کے صحیح جانشین تھے۔ چنانچہ اول الذکر تو حضرت ڈیانویؒ کے ساتھ عون المعبود کی تصنیف و تالیف میں بھی شریک رہے۔ حالات کے لیے دیکھئے اہلحدیث امرتسر ۲۱ ستمبر ۱۹۱۹ء ج ۱۷، اور مولوی محمد ایوب صاحب بھی علوم دینیہ کے فاضل تھے تحصیل علوم سے جب فارغ ہوئے تو حضرت میاں صاحبؒ دہلوی نے گود میں لے کر دعا دی اور سند فضیلت مرحمت فرمائی (اہلحدیث امرتسر)

وفات متحدہ ہندوستان میں ۱۹۱۰ء/۱۹۱۱ء میں جب طاعون کی بیماری پھیلی تو اس کی لپیٹ میں پٹنہ بھی آیا۔ محدث ڈیانویؒ پہلے سے بیمار چلے آرہے تھے اور چاہتے تھے کہ ہوا بدلی کی خاطر کسی موزوں مقام پر چند دن گزر جائیں۔ چنانچہ اس کے لیے انہوں نے "راج گیر" کو منتخب فرمایا۔ اور وہاں تشریف لے گئے۔ پروگرام یہ تھا۔ کہ وہاں سے دہلی احباب کو ملتے ہوئے واپس گھر آئیں گے۔ مگر چند دنوں بعد "راجگیر" ہی میں انہیں اطلاع ملی کہ ان کے قصبہ ڈیانواں میں طاعون شہرت سے پھیل گئی ہے۔ مولانا حیران و پریشان واپس تشریف لائے تو سارے قصبہ پر ویرانی کا سماں طاری تھا۔

---

[۱] مولانا محمد شفیع احمد صاحب بہاری نے برہان جولائی ۱۹۵۱ء میں آپ کو حضرت ڈیانویؒ کا بڑا صاحبزادہ قرار دیا ہے جو من وجہ صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء کو ان تمام حالات سے آگاہ کرتے ہوئے خود حضرت موصوف نے اپنے ہاتھ سے ایک خط شیخ الاسلام امرتسری کو لکھا۔ مگر کرنا قدرت کا کہ اگلے دن یعنی ۱۵ مارچ کو ہی خود آپ اس بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ جس کی اطلاع آپ کے صاحبزادے حکیم مولوی محمد ادریس صاحب نے آپ کے احباب و اقرباء کو دی۔ مولانا امرتسری مرحوم نے اس خبر کو اپنے جریدہ اہلحدیث میں شائع کیا۔ اور عامۃ المسلمین سے ان کی صحت و عافیت کی دعا کا اعلان کیا[1] لیکن ع

جس کا کھٹکا تھا وہ گھڑی بھی آ گئی

۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۱۱ء بروز سہ شنبہ بوقت چھ بجے صبح ڈیانواں کا یہ آفتاب، عین اس وقت جبکہ آسمانی آفتاب طلوع ہو رہا تھا، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کے شاگرد رشید مولانا ابوالقاسم بنارسی مرحوم نے مادہ تاریخ وفات "راح شمس الحق حقانی الربیع الاول" انخسف شمس الحق۔ وغیرہ سے نکالی۔ اہل علم نے عربی فارسی اور اردو، نظم و نثر میں ان کے متعلق مدحیہ قصائد اور مضامین لکھے، مولانا عبدالرشید فوقانی لکھتے ہیں کہ وہ تمام قصائد "ہدایۃ الطالبین الی مکاتیب الکاملین" میں مذکور ہے (ترجمان دہلی)، جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں۔

کتب خانہ

اللہ جل شانہ نے محدث ڈیانوی رحمہ اللہ کو علم کی دولت کے علاوہ دولت و ثروت سے بھی نوازا تھا۔ بلکہ آپ کا خاندان ڈیانواں کے روساء میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کے نانا جان کی سالانہ آمدنی اس زمانہ ارزانی میں بھی پچاس ہزار روپے سالانہ تھی۔ (ترجمان دہلی) مولانا نے کتابوں کی فراہمی اور ان کے حصول کے لیے خطیر رقم صرف کیا کرتے تھے۔ بلکہ ان کے مال کا مصرف ہی کتابوں کو جمع کرنا تھا۔ مطبوعہ کتابوں کے علاوہ بیش بہا، نادر و کمیاب کتابوں کا ذخیرہ جمع کر لیا تھا۔ اسی بنا پر آپ کا مکتبہ ہندوستان کے بڑے بڑے کتب خانوں میں ایک شمار ہوتا ہے۔ مولانا بنارسی نے لکھا ہے کہ صوبہ بہار میں گو خدا بخش لائبریری بہت مشہور ہے۔ مگر کتب حدیث و تفسیر اور اسماء الرجال کے

---

[1] محدث ڈیانوی اور ان کے صاحبزادہ رحمہما اللہ کے مکتوب اہلحدیث امرتسر ۳۱ مارچ ۱۹۱۱ء میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

اعتبار سے مولانا ڈیانوی کا کتب خانہ فوقیت رکھتا ہے ۔ (اہلحدیث) ان کتابوں کے حصول کا کیا ذریعہ تھا۔ مولانا شفیع احمد بہاری لکھتے ہیں۔

" دو تین ذرائع ایسے تھے ۔ جن سے مولانا کے یہاں کتابیں پہنچتیں رہتی تھیں۔ آپ کا ابر کرم چونکہ ہر شخص کو سیراب کیا کرتا تھا ۔ اس لیے عرب سائل، نیز طلبہ جو تعلیم واستفادہ کی غرض سے اقصائے یمن و نجد و مدینہ منورہ، زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً" کے ہوتے، بکثرت زیارت کرتے اور اپنے اپنے دامن کو مالا مال کر جاتے ۔ ان واردین میں کوئی صاحب اپنے ساتھ قلمی کتابیں بھی لے کر آتے ۔ اور منہ مانگی قیمت پاتے ۔ مولانا ان کتابوں کو دیکھ کر کلی کی طرح کھل جاتے ۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ ایک عرب مسند ابو عوانہ لائے ۔ مولانا مطالعہ میں مصروف تھے فرط انبساط سے بے خود ہو کر اچھل پڑے اور پوچھا کیا قیمت ہے ؟ عرب نے جو قیمت بتائی اس سے زائد دے دی ۔ دوسرے مولانا زین العابدین آروی تھے ۔ جن کا قیام حیدر آباد میں تھا ۔ یہ بھی کتابیں فراہم کیا کرتے تھے ۔ تیسرے مجیب اللہ بن حبیب اللہ عظیم آبادی تھے ۔ (برہان جولائی ۵۱ء) ان کے علاوہ مولانا فتح محمد بھی مولانا کے لیے کتابیں فراہم کیا کرتے تھے ۔ حیاۃ المحدث ص۵۶)

مولانا شفیع احمد صاحب نے حضرت کے کتب خانہ کا تذکرہ قدرے تفصیل سے کیا ہے۔ ارباب ذوق کے لیے ان میں سے بعض نادر اور اہم کتابوں کا ذکر یقیناً دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) مسند ابو عوانہ نسخہ مکمل نہیں ، بلکہ ناقص تھا ۔ آخری باب باب الجھر بالقرآۃ فی صلاۃ الکسوف تھا ۔ ۶ھ کا مکتوبہ ہے اور اب یہ نسخہ قلاباز یاں کھاتا ہوا مشرقی کتب خانہ غازی پور میں تحت رقم ۲۷۰ کتب خانہ کی زینت بنا ہوا ہے (برہان)

مولانا بنارسی نے لکھا ہے کہ اس پر علامہ ذہبی کے دستخط تھے ۔ (اہلحدیث امرتسر) جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

اسی نسخہ کا منقولہ نسخہ حضرت سید محب اللہ شاہ صاحب راشدی کے کتب خانہ میں موجود ہے ۔ جسے ان کے والد گرامی مولانا احسان اللہ مرحوم نے جناب فتح محمد صاحب سے نقل کروایا تھا ۔ اب یہ کتاب حیدر آباد سے طبع ہو رہی ہے اور چار جلدیں چھپ چکی ہیں

(۲) معالم السنن مکمل :۔ اب یہ کتاب مطبوعہ ہے لیکن ایک وقت تھا کہ مصر کے مشہور عالم علامہ سید رشید رضا کو اس کی ضرورت پڑی تو انہوں نے علامہ سید سلیمان ندوی کے ذریعے تلاش

کرائی مگر ان کو بھی کوئی نسخہ بہم نہیں پہنچ سکا۔ البتہ اس کی پہلی جلد جونپور کے مشہور عالم مولانا ابوبکر محمد شیث صاحب کے کتب خانہ میں دستیاب ہوئی تھی۔ لیکن ڈیانواں میں مکمل نسخہ موجود تھا۔ جس پر مولانا نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا تھا۔ قد من اللہ تعالیٰ علی باشتراء ھذا الکتاب (برہان)

(۳) التقاسیم والانواع المعروف بصحیح ابن حبان کے چند اجزاء۔ اب یہ کتاب طبع ہو رہی ہے اور تین جلد چھپ چکے ہیں۔

(۴) ثقات ابن حبان ناقص۔ ہمارے پاکستان میں پیر آف جھنڈا کی لائبریری میں چار مبسوط جلدوں میں یہ گوہر نایاب موجود ہے۔ اس کی صرف تیسری جلد حیدرآباد سے طبع ہوئی تھی۔

(۵) کشف الاستار من زوائد مسند البزار للہیثمی ناقص کل اوراق ۲۵۸، اس نسخہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ یہ خود مؤلف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے مگر افسوس کہ ناقص ہے (برہان)، حافظ ابن حجر نے بھی مسند بزار کے زوائد کو جمع کیا ہے۔ پیر آف جھنڈا کی لائبریری میں موخر الذکر بھی موجود ہے مگر افسوس کہ یہ بھی ناقص ہے۔

(۶) کشف الحیثیث عمن رمی بوضع الحدیث المولفہ مولانا برہان الدین سبط ابن العجمی م ۸۴۱ھ یہ نسخہ مولف کے نسخہ مکتوبہ ۸۴۰ھ سے منقول تھا۔

(۷) کتاب الشفا للقاضی عیاض، غائت درجہ خوشخط اور پوری کتاب مطلا تھی۔ مگر اوّل و آخر کے کچھ اوراق غائب تھے۔

(۸) ذخائر المواریث فی الدلالۃ علی مواضع الاحادیث، مولفہ علامہ عبدالغنی النابلسی۔ یہ کتاب اب طبع ہو چکی ہے۔

(۹) معرفۃ السنن والآثار للبیہقی۔ علامہ تاج الدین سبکی کا قول ہے کہ ہر شافعی فقیہ کے پاس اس کا ہونا ضروری ہے۔ مولانا کے پاس اس کی صرف پہلی جلد تھی۔ مکتبہ علم و حکمت نے جو ایک جز شائع کیا تھا۔ اس کے پیش نظر یہی ڈیانواں کا نسخہ تھا۔

(۱۰) تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، علامہ مزی کی تصنیف ہے۔ مولانا کے پاس اس کا ناقص نسخہ تھا، اب یہ کتاب طبع ہو رہی ہے۔

(۱۱) التذکرہ فی علم الحدیث۔ علامہ ابن الملقن کا یہ مختصر رسالہ اصول حدیث سے متعلق ہے۔

جس کی تالیف میں کل دو گھنٹے صرف ہوئے۔

(۱۲) نہایۃ ابن اثیر۔ غریب الحدیث میں مشہور کتاب سنہ کتابت ۹۳۴ھ ہے
(۱۳) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جس کا سنہ کتابت ۱۱۱۵ھ ہے۔
(۱۴) صحیح مسلم، اس پر علامہ شوکانی کے ہاتھوں سے لکھی ہوئی ایک تحریر تھی، جس میں انہوں نے اپنے کسی شاگرد کو ۱۲۴۱ھ میں اجازت دی تھی۔
(۱۵) سنن ابو داؤد اس کی کتاب الایمان والنذور" بہترین اور مطلا خط پر مشتمل تھی۔
(۱۶) الحرز الثمین شرح حصن حصین، سنہ کتابت ۱۱۴۰ھ
(۱۷) تیسیر الاصول الیٰ جامع الاصول فی حدیث الرسول۔
(۱۸) سنن نسائی۔ (۱۹) فتح الباری اور مقدمہ فتح الباری۔
(۲۰) الصحیح البخاری، خط نفیس اور مطلا، (۲۱) ابوداؤد، مطلا اور خوشخط
(۲۲) الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ (۲۳) جامع ترمذی جس کا سنہ کتابت ۱۲۵۹ھ ہے۔ (۲۴) موطاء امام مالک اس کے دو نسخے تھے۔ ایک ۱۲۹۱ھ کا اور دوسرا ۱۲۳۲ھ کا مکتوبہ تھا۔
(۲۵) تہذیب السنن ابن قیم سنہ کتابت ۱۲۲۴ھ (۲۶) عمدۃ القاری اس کی صرف چار جلدیں ان کے پاس تھیں۔ (۲۷) المعجم الصغیر للطبرانی۔
(۲۸) فتح القدیر شرح جامع الصغیر للمناوی (۲۹) لمعات التنقیح،
(۳۰) ذکر اسماء من تکلم فیہ۔ (۳۱) جامع الاصول ابن اثیر۔
(۳۲) کتاب القراۃ للبیہقی (۳۳) شرح شمائل للشیخ محمد الحنفی
(۳۴) شرح عمدۃ الاحکام ابن دقیق العید۔ (۳۵) محلّیٰ شرح موطاء مولانا سلام اللہ حنفی
(۳۶) التمہید لابن عبدالبر کے چند اجزاء (۳۷) مصنف ابن ابی شیبۃ ناقص
(۳۸) تذکرۃ الحفاظ۔ (۳۹) الجامع الصغیر للسیوطی۔
(۴۰) اشعۃ اللمعات (۴۱) استدراک ام المومنین عائشہ صدیقہ علی الصحابہ
(۴۲) منہاج السنۃ (۴۳) کتاب الاختلاف للشافعی
(۴۴) تنبیہ المغترین للشعرانی (۴۵) خزانۃ الروایات
(۴۶) من لا یحضرہ الفقیہ (۴۷) تہذیب الاحکام۔

(۴۸) لوامع النجوم المتضمن من شمس العلوم (۴۹) الاتقان (۵۰) تفسیر مجمع البیان مولانا بہاری کی ذکر کردہ فہرست میں سے اہم کتابوں کا ذکر ہم نے کر دیا ہے۔ ان کے علاوہ مولانا بنارسی نے مختار مختصر تاریخ بغداد، مسند حمیدی، مسند بزار ناقص، مسند عبد بن حمید کا بھی ذکر کیا ہے۔ (اہلحدیث) مولانا محمد عزیز صاحب النکت الظراف، تاریخ الاسلام ذہبی۔ الامام۔ تقیید المہمل وتمییز المشکل۔ شرح شمائل محمد عاشق بن عمر الحنفی۔ الکلام علی سنتہ الجمعۃ قبلہا وبعدہا لابن الملقن۔ شروط الائمۃ الخمسۃ للحازمی، النفس الیمانی والروح الریحانی فی اجازۃ القضاۃ بنی الشوکانی للشیخ عبدالرحمن بن سلیمان الیمانی۔ التنقیح للزرکشی اسعاف المبطاء۔ نور العین فی اثبات رفع الیدین للشیخ ابی اسحاق الہردی ۱۲۳۴ھ کا بھی ذکر کیا ہے۔ حیات المحدث (ص ۵۸، ۵۹) ان کے علاوہ دیگر مولانا مرحوم کی تصانیف بالخصوص غایۃ المقصود۔ عون المعبود۔ اعلام اہل العصر، عقود الجمان رفع الالتباس وغیرہ کا مطالعہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے پاس حدیث تفسیر، فقہ الرجال وتاریخ اور لغت وغیرہ علوم میں بے بہا قیمتی خزانہ تھا۔ ہم نے ان کی ان تصانیف سے ایک مجمل سی فہرست تیار رکھی تھی۔ دل تو چاہتا ہے کہ ان کا نام بھی یہاں آجائے۔ مگر قارئین کے ملالِ خاطر کے اندیشہ سے ہم اسے نظر انداز کر رہے ہیں۔ ۱۴ اپریل ۱۹۰۶ء میں ندوۃ العلماء نے نادر کتب کی نمائش کا پروگرام بنایا تو ڈیانواں سے مسند عبد بن حمید۔ مسند ابو عوانہ۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ معرفۃ السنن، تہذیب السنن، معالم السنن، زوائد البزار للہیثمی میں جیسا علامہ شبلی نے مقالات (ص ۱۱۱ ج ۷) میں ذکر کیا ہے بلکہ ندوۃ العلماء لکھنؤ میں جو نسخہ مسند عبد بن حمید کا ہے وہ حضرت ڈیانوی کے نسخہ سے منقولہ ہے۔ حیاۃ المحدث (ص ۵۹) مولانا مرحوم کے صاحبزادے مولانا محمد ادریس نے اکثر کتب خدا بخش لائبریری پٹنہ کو ہبہ کر دی تھیں۔ جو آج بھی اس لائبریری کی زینت ہیں اور بعض کتب بنگال لے گئے تھے۔ مگر ان کے وہاں انتقال کے بعد وہ ضائع ہو گئیں (حیاۃ المحدث ص ۶۰)